عصرِ حاضر کے چیلنجز اور انسانیت دوست معاشرے کا قیام

Contemporary Challenges and the establishment of Human Society

Dr. Ghulam Hussain
Associate Professor, Islamic Studies
PMAS-Arid Agriculture University Rawalpindi
ghbaber@yahoo.com

Dr. Asim Naeem,
Associate Professor, Islamic Studies
Punjab University Lahore

Abstract

In this contemporary world, so many social, economic, political, cultural and ethical challenges are present in critical shape. Humanity is in trouble due to these challenges. It is dire need of the time to create inclusive environment in the world for the protection of humanity. Islam has given comprehensive strategy to make peaceful system and environment. Social-economic justice is basic requirement to ensure harmony and stability in the world. An analytical approach is applied in this research paper. The aim of this study to establish the human society for the moral upbringing of society.

Keywords: contemporary world, ethical challenges, protection of humanity.

عصرِ حاضر میں کئی طرح کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی اور اخلاقی چیلنجز موجود ہیں اگرچہ ان چیلنجز کی ایک طویل تاریخ ہے مگر ان چیلنجز نے آج کے دور میں ایک بھیانک اور خوفناک شکل اختیار کر لی ہے جس سے دنیا میں

بسنے والے انسان اور دیگر مخلوقات خطرات کا شکار ہو گئے ہیں، حیرانگی اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ ایک طرف آج عالمگیریت (1) تاریخی تکمیل (2) اور کائنات کو مسخر کرنے کے دعوے مغربی دنیا میں پیش کئے جا رہے ہیں، سائنسی ترقی اپنی آخری حدوں پر پہنچ چکی ہے۔ اطلاعات اور معلومات کے تبادلے کا ایک عجیب اور تیز ترین نظام دنیا میں

موجود ہے۔مادی وسائل اور مواقعوں کی کثرت ہے، اور انسان نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر تخلیقی، تحقیقی اور ایجادات کے ایسے سلسلے کو رواج دیا ہے جس سے کائنات کو مسخر کرنے کی بجائے کائنات کے نظام میں تعمیر کی بجائے تخریب کا عمل زور پکڑ چکا ہے، انسان نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو آج ایک ایسے زاویے کی صورت میں پیش کیا ہے جس سے انسانیت ایک طویل مدت کے لئے تخریب اور تباہی سے دوچار ہوسکتی ہے، افسوس کا پہلو یہ ہے کہ انسان نے اپنی تخلیقی، تحقیقی اور تعمیری صلاحیتوں کا استعمال منفی انداز میں کیا ہے جس سے آج انسانیت عدم تحفظ کا شکار ہوچکی ہے، کائنات کی مجموعی فضا روز بروز آلودہ اور انسانی زندگی کے لئے نامناسب بنتی جارہی ہے۔ اگر انسانیت کو درپیش چیلنجز کو ایک ترتیب سے پیش کیا جائے تو انکی تفصیل کچھ یوں سامنے آتی ہے

عالمی استعماریت عصرِ حاضر کا ایک اہم چیلنج

سیاسی اور معاشرتی مسائل اور چیلنجز کی ایک طویل فہرست ہے سیاسی اعتبار سے دنیامیں چند بڑے طبقات اور قوتوں کی اجارہ داری ہے، اختیارات کا مرکز و محور چند بڑی قوتیں، بڑے بڑے طاقتور خاندان، اور بڑی بڑی شخصیات ہیں سیاسی اجارہ داری رکھنے والی قوتیں فسطائی نظریات کی حامل ہیں دنیا کے بڑے بڑے بین الاقوامی اداروں میں یہ قوتیں ویٹو پاور کا حق رکھتی ہیں، دنیا کے وہ ممالک جو سیاسی اعتبار سے کمزور ہیں اگر وہ کسی بھی حوالے سے ان عالمی اداروں میں آواز اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو لامحدود قوت کے حامل یہ ممالک اس آواز کو دبا دیتے ہیں اکثر معاشروں میں فسطائیت، بادشاہت اور ڈکٹیٹرشپ کا راج ہے، اس جدید دنیامیں اکثر انسانی طبقات غلامی کی زندگی بسر کررہے ہیں اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں، حیرت کا

مقام یہ ہے کہ بڑی طاقتوں نے اپنے اپنے سیاسی اور معاشرتی معیارات قائم کررکھے ہیں جن کی بنیاد پر مفاد پرستی، اور خود غرضی ہے اگر دنیامیں کوئی طبقہ ان کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، تو عالمی قوتیں اپنی بے پناہ عسکری قوت کو بروئے کار لا کر ظلم و تشدد کا ایک ایسا سلسلہ جاری کرتی ہیں جن سے مختلف طبقات کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بے پناہ مادی وسائل کے حامل یہ قوتیں ایک استعماریت کا روپ دھارے ہوئے ہیں، یہ عالمی استعماریت

مشرق سے مغرب تک اپنے اختیارات کا بے دریغ استعمال کرتی ہے، حقیقت یہ ہے "عالمی استعماریت" عصرِ حاضر کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔

آج عصر حاضر میں انسان اگر مختلف مشکلات کا شکار ہے تو اس کی بنیادی وجہ عالمی استعماریت ہے (2) دنیا میں بعض قوتیں ایسی ہیں جو اپنے آپ کو اس دنیا کا مختار کل سمجھتی ہیں، ان کے نزدیک دینا میں حکمرانی اور غالب رہنے کا حق صرف انہی کو حاصل ہے اور دنیا میں انہی کا نظام چلنا چاہیے، عالمی استعماریت کی چار بنیادی جہتیں ہیں۔

ا۔ عالمی استعماریت کے نظام کا ایک پہلو سیاسی نوعیت کا ہے، دنیا کی بعض قوتیں اپنے آپ کو "سیاسی معیار" سمجھتی ہیں اور یہ قوتیں دنیا کے عالمی اداروں میں اجارہ داری رکھتی ہیں اور سیاسی حوالے سے دنیا میں اس طرح کی روایات کو فروغ دیتی ہیں جو ان کے مفادات سے ہم آہنگ ہوں، اور یہ قوتیں دنیا میں صرف ان ریاستوں کو جینے کا حق دیتی ہیں جو ان کی استعماریت اور بالادستی کو قبول کرتیں ہیں، اگر کوئی بھی ریاست یا طبقہ ان کی سیاسی حیثیت کو چیلنج کرنے کی کوشش کرے تو یہ عالمی استعماری قوتیں ایسے رویوں کا اظہار کرتی ہیں جن میں ظلم اور درندگی کا پہلو غالب ہوتا ہے، استعماری قوتیں اپنے سیاسی مفادات کے لئے ایسے کھیل بھی کھیلتی ہیں جن میں خون ریز جنگوں کا سلسلہ بھی موجود ہتا ہے اور یہ خونریز جنگیں ایک بڑی تعداد میں لوگوں کے لئے موت اور تباہی کا ذریعہ بنتی ہیں عصرِ حاضر کے چیلنجز میں عالمی استعماریت کا یہ پہلو جسے عالمی سیاسی استعماریت کا نام دیا جاتا ہے اپنی اصلیت کے اعتبار سے انسانیت کی آزادی اور تحفظ کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔

2۔ عالمی استعماریت کا ایک معاشرتی پہلو ہے عالمی استعماری قوتوں نے ایک ایسا معاشرتی نظام کھڑا کیا ہوا ہے جس میں سماجی انصاف اور سماجی حقوق کا تمام تر انحصار بڑے طبقات کے رویوں پر ہے اگر بڑے طبقات چاہیں تو عام اور کمزور لوگوں کو کوئی حقوق ملیں گے وگرنہ استعماری معاشروں میں عام طبقات کے لئے حقوق کے لئے کوئی پیمانہ نہیں ہے، بڑی استعماری طاقتیں اپنی مرضی اور اپنے تقاضوں کے مطابق معاشرتی ضابطوں کا تعین کرتے ہیں، ان معاشرتی ضابطوں کا سب سے بڑا مقصد بڑے اور بااثر طبقات کے حقوق کا تحفظ ہوتا ہے۔ مغربی دنیا جہاں آزادی اور

انسانی حقوق کی بات کی جاتی ہے وہاں پر بھی معاشرتی حقوق کا پیمانہ چند طبقات کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ عالمی استعماریت کبھی ایسا معاشرتی نظام متعارف نہیں کرائے گی جس میں مساوات انسانی اور سماجی انصاف کا کوئی پہلو موجود ہو۔ مغربی معاشروں میں اگر "گیسٹاپو" جیسے اداروں کی صورت حال کا جائزہ لیں تو پتہ چل جائے گا کہ مغربی معاشروں کی اصلیت کیا ہے مغربی معاشروں میں حقوق اور تحفظ کا پیمانہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو مغرب کے وفادار ہوں اور مغربی نظام کی بالا دستی کے قائل ہوں اگر کوئی بھی طبقہ ان مغربی ضابطوں سے اختلاف کرے تو پھر یہ قوتیں ان طبقات کو ایسا سبق سکھاتی ہیں جس کا خمیازہ آنے والی نسلوں کو بھی بھگتنا پڑتا ہے، استعماری قوتوں نے ایسے ایٹمی اور کیمیائی ہتھیار تیار کر رکھے ہیں جن کا استعمال کروڑوں لوگوں کے لئے تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔

3۔ عالمی استعماریت کا ایک معاشی پہلو بھی ہے جس کو سرمایہ دارانہ نظام (4) کہا جاتا ہے، یہ بنیادی طور پر سرمایہ داروں کو تحفظ اور سہولیات دیتا ہے، سرمایہ دارانہ نظام سے جنم لینے والے معاشی مسائل کی فہرست بہت طویل اور انسانی حقوق کے لئے انتہائی خوفناک ہے مثلاً:۔

الف) سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے سرمایہ اور دولت کی اکثریت چند ہاتھوں میں سمیٹی جا چکی ہے، دولت پر چند سرمایہ داروں کی اجارہ داری ہے جس کی وجہ سے انسانی آبادی کا ایک بڑا حصہ غربت اور معاشی مسائل کا شکار ہو چکا ہے، بنیادی ضروریات زندگی سے لوگ محروم ہو رہے ہیں، سرمایہ دارانہ نظام کے استحصالی اثرات سے مغربی دنیا میں آباد متوسط اور غریب طبقات کے لوگ احتجاج پر مجبور ہیں اور اس استحصالی نظام کے خلاف (اکوپائی وال سٹریٹ موومنٹ) (5) کے نام سے تحریک چلا رہے ہیں۔

ب) سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے دنیا کے اکثر معاشروں میں طبقاتی تقسیم پیدا ہو چکی ہے یعنی امرا کا طبقہ وجود میں آ چکا ہے یہ غربا کا طبقہ ایک بہت بڑی تعداد میں یعنی اکثریتی طبقہ ہے اور بنیادی سہولیات زندگی سے محروم ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے پیدا ہونے والی طبقاتی تقسیم اکثر معاشروں میں خانہ جنگی اور بغاوت کا سبب بن رہی ہے جس کی وجہ سے انسانی طبقات خون ریز تصادم کا شکار ہو چکے ہیں اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد قتل وغارت اور مصائب میں مبتلا ہو چکی ہے۔

ج) سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے دنیا میں پھیلنے والی غربت اور سماجی برائیوں کا سبب بھی بن رہی ہے۔ غربت کا شکار معاشروں میں معاشرتی اور تہذیبی روایات دم توڑ رہی ہیں۔ اور اخلاقی بگاڑ کے کئی پہلو سامنے آرہے ہیں، چوری، ڈکیتی، رہزنی، کرپشن، ناجائز ذرائع کا استعمال، ملاوٹ، اور بدعنوانی جیسی خرافات فروغ پارہی ہیں اور اکثر معاشرے مسائل کی آماجگاہ بنتے جارہے ہیں، انسانی وقار پر مبنی قدریں ماند پڑ رہی ہیں، غربت کی وجہ سے لوگ تخلیق، تحقیق اور ایجادات سے محروم ہو رہے ہیں اور تاریکی کے سائے بڑھ رہے ہیں۔ غیر انسانی رویے سامنے آرہے ہیں، انسان اپنے جسم کے اعضا کاٹ کر بیچ رہا ہے۔

د) سرمایہ دارانہ نظام کا عجیب اور خوفناک پہلو یہ ہے کہ ذرائع پیداوار اور اشیاء کے خورد ونوش کی فراوانی ہے، مگر اس کے ساتھ بھوک (6) دنیا میں بہت زیادہ بڑھ رہی ہے اور اکثر لوگ خوراک کی کمی کی وجہ سے بیماری اور موت کا شکار ہو رہے ہیں۔

4۔ عالمی استعماریت کا ایک تہذیبی پہلو بھی ہے، عالمی استعمار اپنی تہذیب کو غالب کرنے کا خواہشمند ہے اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے استعماری قوتیں ایسے خوفناک خونی کھیل رہی ہیں جنکی مثال ماضی کی تاریخ میں کم ہی ملتی ہے مغرب کے معاشرے میں اثر و نفوذ رکھنے والے بااثر لوگ تہذیبوں کے تصادم (7) کے نظریات پیش کر رہے ہیں، دنیا میں موجود استعماری قوتیں اپنے تہذیبی غلبے کو یقینی بنانے کے لئے ہر جائز اور ناجائز طریقے کے استعمال کو اپنے لئے درست سمجھتے ہیں اکثر استعماری قوتیں فسطائیت (8) جیسے نظریات کی حامل ہیں اور ان کا انداز معاشرت گیسٹاپو (9) ہے، سازش، خفیہ جنگ، غیر قانونی، غیر انسانی اور غیر اخلاقی طریقہ جنگ کے ذریعے یہ استعماری قوتیں اپنے تہذیبی مذموم مقاصد کو پورا کر رہے ہیں، مغربی محققین باقاعدہ منصوبہ بندی سے تہذیبوں سے تصادم کے

نظریات کو فروغ دے کر مغربی استعماریت کے راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں، ایسے محققین میں برنارڈ لوئس اور ڈینیل پائپس جیسے لوگ سر فہرست ہیں، مغرب میں اشتراقی نظریات کے حامل محققین نے ہمیشہ تہذیبی تصادم کے نظریات کو فروغ دیا ہے مگر عصر حاضر میں یہ تہذیبی اختلاف کا نظریہ تصادم کے نظریات کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے، ان تہذیبی اختلاف کے نظریے کو پیش کرنے کی وجہ سے مغرب میں مسلمانوں کی زندگی کے لیئے مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ عصرِ حاضر میں پائی جانے والی سیاسی، معاشرتی، معاشی اور تہذیبی عدم مساوات اور بے انصافی اس امر کی متقاضی ہے کہ انسان دوست نظام اور معاشرے کے قیام کے لئے عالمی سطح اور قومی، مقامی سطح پر کوششیں کی جائیں اس لئے کہ عالمی استعماریت کے تہذیبی تصادم کے نظریے نے مقامی معاشروں کو بھی متاثر کیا ہے اور دنیا کے اکثر معاشرے تعصب، بے انصافی، تفریق، انتقام اور نفرت کی لپیٹ میں آچکے ہیں اس بے یقینی کی فضا کو ختم کرنے اور انسان دوست معاشرے کے قیام کے لئے اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر انسان دوست معاشرے کا قیام وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ انسانیت دوست معاشرے کے قیام کا اسلامی لائحہ عمل درج ذیل ہے۔

انسان دوست معاشرے کا قیام اور اسلامی لائحہ عمل

اسلام انسانیت کا دین ہے اسلامی تعلیمات میں تمام بنی نوع انسان کو عزت، تکریم، تحفظ اور انصاف دیا گیا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیمات اور اصول و احکام کے ذریعے ایک ایسے معاشرے کا قیام عمل میں لایا جائے جو انسانی تحفظ اور عدل و انصاف جیسی روایات سے مزین ہو، انسان دوست معاشرے سے متعلق اسلامی لائحہ عمل کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:۔

مدنی معاشرہ۔انسان دوست معاشرہ

حضور (ﷺ) نے مدینہ منورہ میں ایک مثالی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ مدنی معاشرے کی بنیاد ایک ایسا نظریہ تھا جو الہامی نوعیت کا ہے۔ اسلامی نظریہ کی خصوصیات میں علم و عمل، سماجی انصاف، انسانی اخوت،

صبر وبرداشت، تعاون، ایثار و قربانی، انسانی حقوق، میانہ روی، اعتدال اور مشاورت جیسے اہم پہلو موجود تھے۔ حضور (ﷺ) نے مدنی معاشرے میں رہنے والے تمام طبقات کو دستوری اور قانونی ضمانت فراہم کی تھی کہ ان کی جان، مال اور عزت کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ حضور (ﷺ) نے ہر ممکن طریقے سے معاشرتی اصلاح اور تحفظ کے لیے مثالی جدوجہد کی تھی جس کے نتیجے میں ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا تھا جو ہر اعتبار سے ایک انسان دوست معاشرہ تھا۔ مدنی معاشرے کے چند منفرد پہلو درج ذیل ہیں جن کی بنیاد پر آج کے دور میں قابل قدر سماجی، تہذیبی اور معاشرتی تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

انسانی اخوت

حضور (ﷺ) نے مدنی معاشرے کی بنیاد انسانی اخوت پر رکھی تھی۔ آپؐ نے انسانیت سے متعلق تحفظ اور عزت واحترام کی تعلیمات، قوانین اور روایات پیش کی تھیں۔ آپؐ نے انسانی تحفظ کے لیے جو دستور متعارف کروایا، مسلمان محققین بالخصوص ڈاکٹر محمد حمید اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) (11) کی تحقیق کے مطابق انسانی تاریخ کا پہلا تحریری دستور ہے۔ اس دستور کی باون دفعات ہیں جن میں چوبیس دفعات یہود کے تحفظ کے لیے تھیں۔ انسانی طبقات کے تحفظ کے لیے تاریخِ انسان کا یہ پہلا تحریری معاہدہ ہے جس میں مخلوقِ خدا کے تحفظ کا دستوری ضابطہ موجود ہے۔ اگر اسلام سے قبل رومی، ایرانی اور دیگر تہذیبوں کا مطالعہ کیا جائے(12) تو دستوری تحفظ کا کوئی ضابطہ نظر نہیں آتا۔ اگر دستورِ مدینہ کے اثرات کا جائزہ لیا جائے تو حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ اس دستور کے مدنی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب ہوئے تھے۔ عوام الناس میں احساسِ تحفظ پیدا ہوا تھا(13)۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مدنی معاشرہ انسانی تاریخ کا پہلا آئینی معاشرہ تھا۔ اگر ریاستِ مدینہ کے آئین یعنی میثاقِ مدینہ کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ یہ دستور ایک جامع اور انسانی تحفظ کا آئینہ دار ہے۔ آج کے دور میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی، دہشت گردی اور منافرت کے خاتمے کے لیے ایک ایسے انسانی دستور اور سماجی معاہدے کی ضرورت ہے جو عالمی حالات اور جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔ یقیناً اس طرح کے دستور کی تشکیل کے لیے میثاقِ مدینہ ایک اہم تاریخی ضابطے کے طور پر موجود ہے(14)۔

انسانی احترام کا فلسفہ

حضور (ﷺ) نے ریاستِ مدینہ کی بنیاد جس نظریے پر رکھی ہے اس نظریہ میں انسانی احترام کا تصور موجود ہے۔چونکہ پہلے میں اس حقیقت کا ذکر کیا گیا ہے کہ ریاست کی تشکیل کا بنیادی نظریہ الہامی نوعیت کا ہے۔اس الہامی نظریے میں انسانی احترام کا تصور بدرجہ اتم موجود ہے۔ قرآن مجید میں انسانی تخلیق سے متعلق یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ ہر انسان دوسرے کے لیے وقار اور محترم ہے۔ مثلاً قرآنی تعلیمات میں انسانی عزو شرف سے متعلق کئی اصول واحکام موجود ہیں۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ا وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ(15)

انجیر اور زیتون کی قسم، طور سینا کی قسم اور شہر مکہ کی قسم انسان کو ہم نے بہت عزت سے پیدا کیا ہے۔

اس کے علاوہ سورہ الحجرات کے احکام انسانی عزو شرف کے حوالے سے نمایاں حیثیت کے حامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

1۔ خبر کے معاملے میں تحقیق اور تصدیق کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

2۔جنگ وجدل اور قتل وغارت کی بجائے، صلح اور انصاف کو رواج دیا جائے۔

3۔اخوت پر مبنی طرزِ عمل کو رواج دیا جائے۔

4۔ مرد وخواتین باہمی ادب واحترام کو رواج دیں۔ایک دوسرے کا تمسخر نہ اڑائیں۔

5۔ طعنہ زنی سے بچا جائے۔

6۔ایک دوسرے کو برے القاب نہ دیے جائیں۔

7۔بدگمانی سے بچا جائے۔

8۔ایک دوسرے کے عیوب اور کمزوریوں کو نہ ڈھونڈا جائے۔

9۔غیبت نہ کی جائے۔

10۔ قومی، قبائلی عصبیت کا مظاہرہ نہ کیا جائے بلکہ اخلاق و کردار کی بنیاد پر انسانی احترام کو رواج دیا جائے۔(16)

حضور (ﷺ) نے مدنی معاشرے میں انسانی عزت سے متعلق ان تمام روایات کو فروغ دیا تھا جس کے نتیجے میں مدینہ میں انسان دوستی کا کلچر تشکیل پایا تھا۔ آج کے اس دور میں جب مختلف نوعیت کی لسانی، علاقائی، گروہی اور قومی عصبیتیں فروغ پا چکی ہیں تو اس طرح کی تاریک روایات کو مٹانے کے لیے ایک ایسے فلسفے اور نظریے کا فروغ ضروری ہے جو انسانی عزت و احترام کو یقینی بنائے۔

سماجی انصاف

حضور (ﷺ) نے مدنی معاشرے کی تشکیل میں سماجی انصاف کو بنیادی حیثیت دی تھی۔ آپ (ﷺ) نے قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا تھا۔ قانون کی عمل داری میں تفریق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کیا تھا۔ اسلام کے الہامی نظریے میں عمل اور میزان کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ(17)

ہم نے انبیا کو نشانیاں دیں اور پر کتاب اور میزان کو نازل کیا تا کہ وہ لوگوں کے لیے انصاف کو قائم کریں

ریاستِ مدینہ کے انسان دوست ہونے کی سب سے بڑی وجہ سماجی عدل کا نظام تھا۔ کوئی بھی معاشرہ عدل و انصاف کے بغیر اپنے وجود کو برقرار نہیں رکھ سکتا اس لیے انسانی تاریخ میں ہمیشہ عدل کو نمایاں حیثیت دی گئی۔ یہ ایک تاریخ حقیقت ہے کہ جب کوئی معاشرہ عدل سے محروم ہو جاتا ہے تو پھر اس معاشرے میں ظلم، کفر اور برائی کو فروغ ملتا ہے۔ عصرِ حاضر میں ایک انسان دوست اور پُرامن معاشرے کی تشکیل کے لیے معاشرتی عدل کا قیام لازمی

شرط ہے۔ انسانی تاریخ میں مسلمانوں کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ عدل کا نظام تھا۔ اس حقیقت کا اعتراف مشہور مستشرق تھامس آرنلڈ اپنی کتاب دعوتِ اسلام میں کیا ہے۔(18)

حضور (ﷺ) نے عرب معاشرے میں ظلم پر مبنی تمام روایات کو ختم کر کے عدل و احسان کو فروغ دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں عرب کا تاریک معاشرہ پُر امن اور انسان دوست معاشرے میں تبدیل ہوا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج کے دور میں عدل و انصاف اور احسان کو فروغ دیا جائے تاکہ جدید دنیا انسان دوستی کے پیرائے میں تشکیل پا سکے۔

معاشی انصاف

حضور (ﷺ) نے مدنی معاشرے کو پُر امن اور انسان دوست معاشرے میں بدلنے کے لیے جہاں دیگر کئی اقدامات اٹھائے وہیں آپؐ نے معاشی انصاف کو بھی یقینی بنایا تھا۔ معاشرتی ترقی اور امن کے حصول کے لیے معاشی انصاف کا ہونا لازمی شرط ہے۔ معاشی ناہمواری سے معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ ظلم اور تفریق پر مبنی روایات کو فروغ ملتا ہے۔ اس لیے اسلام معاشرتی استحکام اور امن کے لیے معاشی انصاف کی شرط لگاتا ہے۔

معاشی انصاف کے حوالے سے اسلام کے چند نمایاں اقدامات درج ذیل ہیں۔

ا۔ وسائل کی تقسیم درست انداز میں کی جائے۔ وسائل کی تقسیم کے لیے اسلام وراثت کا قانون فراہم کرتا ہے۔(19)

۲۔ دولت کی تقسیم یعنی گردشی دولت کو یقینی بنایا جائے۔ گردشِ دولت کے لیے اسلام مختلف ذرائع کا تعین کرتا ہے جن میں

زکوۃ (20)، عشر (21)، عشور(22)، ضراب(23)، لقطہ (24)، خراج(25)، جزیہ(26)، فئے (27)اور انفاق فی سبیل اللہ(28) شامل ہے

۳۔ معاشی مواقع یکساں نوعیت کے ہونے چاہئیں۔ معاشی مواقعوں کی نسبت کسی طرح کی تفریق نہیں ہونی چاہیے۔

۴۔ اسلام معاشی ترقی اور گردشِ دولت کے راستے میں موجود رکاوٹوں کو ختم کرتا ہے۔ اسلام میں سود، احتکار، اکتناز، ذخیرہ اندوزی اور

جوابازی پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اسلام کے معاشی ضابطوں میں معاشی بے انصافی کا کوئی تصور نہیں ہے۔

حضور (ﷺ) نے مدینہ میں مالیاتی نظام قائم کیا تھا اور حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو اس مالیاتی نظام کا نگران مقرر کیا تھا۔ آج کے اس جدید دور میں اگر پر امن اور ایک خوشحال معاشرہ قائم کرنا ہے تو پھر معاشرتی انصاف کے ساتھ معاشی نظام کا قیام بھی ضروری ہے۔

علم واخلاق

حضور (ﷺ) نے انسان دوست معاشرے کے قیام کے لیے علم و اخلاق کو خاص حیثیت دی تھی۔ اسلام کے الہامی نظریے کا بنیادی پہلو یہ ہے کہ علم اور جہالت کا کوئی موزانہ نہیں کیا جا سکتا۔ علم روشنی اور جہالت تاریکی ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ (29)

کہہ دیجیے، کیا علم والے اور جاہل برابر ہوسکتے ہیں

انسانی تاریخ میں تشکیل پانے والے ہر مہذب معاشرے کی بنیاد علم و اخلاق پر رکھی گئی ہے۔ اسی لیے حضور (ﷺ) نے اپنی حیثیت معلم الاخلاق کے طور پر بیان کی تھی۔

علم و اخلاق ہی وہ قوت ہے جس کے نتیجے میں فرد کے کردار کی تعمیر کے ساتھ معاشرے کے تعمیر کا عمل بھی مکمل ہوتا ہے، علم و اخلاق اس جہان کی روح ہے اس کے بغیر دنیا تاریک ہے، تاریخ کے ہر دور میں اصلاح کا عمل علم و

اخلاق کے ذریعے ہی ممکن ہوا اس جدید دور میں انسانیت کو در پیش چیلنجز سے نمٹنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ علم و اخلاق، معاشرتی انصاف، معاشی انصاف، احترامِ انسانیت، اور تہذیبی اقدار کو فروغ دیا جائے، انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان تہذیبی اقدار اور روایات کو اختیار کر کے جہاں ایک طرف تعمیرِ سیرت کا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے وہاں پر تعمیرِ معاشرت کے ساتھ پیش آمدہ مسائل کو بھی حل کیا جا سکتا ہے۔

حواشی

1. Fukuyama, Francis, The End of History and the Last man, New York, 1992

2۔ مودودی، سید ابوالاعلی، اسلامی نظام زندگی ص377، منشوراتِ لاہور(اس کتاب میں مولانا نے مغربی استعماریت اور فلسفہ حیات کے زیر اثر اخلاقی قدروں کی پامالی کا جائزہ لیا ہے)

3۔ گیسٹاپو(جرمنی کی خفیہ پولیس تھی جسے ہٹلر کے زمانے میں بے پناہ اختیارات دیے گئے تھے اور یہ طاقت کے بے دریغ استعمال سے لوگوں کے حقوق پائمال کرتی تھی۔

4۔ مودودی، سید ابوالاعلی، سود، ص،2، لاہور، 2002

5. Occupy Wall Street Movement is a protest movement against economic inequality due to capitalism

6. The United Nation World Food Program reported that 957 Million people across the world, who do not enough to eat.

7. Huntington, Samuel. P The Clash of civilization and the remaking of world order, simon, New York, 1996.

8۔ فاشزم ایک نظام ہے جس میں طاقت کے ذریعے مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں۔

9. Bernard Lewis, What Went Wrong? Harper Perennial, 2002

10. Daniel Pipes, Militant Islam Reaches America, Norton & Company.2002

11۔ محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، ص130، اسلام آباد

12. Will Durent, The Story of Civilization, 1975

13۔ڈاکٹر ضیاء العمری نے اپنی تحقیق "مدنی معاشرہ" میں دستورِ مدینہ کو ایک جامع دستور قرار دیا ہے جو انسانی معاشرے کے تحفظ و ترقی کا ضامن ہے۔

14۔ کئی مسلمان محققین مثلاً سید ابوالاعلیٰ مودودی کی اسلامی ریاست، امین احسان اصلاحی کی معرکتہ الآرا تصنیف اسلامی ریاست، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مضامین پر مبنی (مسلم کنڈکٹ آف سٹیٹ) اور محمد اسد کی "اسلام کا سیاسی نظام" اہم تصنیفات موجود ہیں۔

15۔ التین:۱-۴

16۔ الحجرات:۴،۶-۳۱

17۔ الحدید 25:57

18. Thomas Arnold, The Preaching of Islam, London Constable & Company (Ltd.), 1913

19۔ مودودی، سید ابوالاعلی، اسلام کا معاشی نظام، منشورات، لاہور

20۔ زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ قرآن مجید میں زکوٰۃ سے متعلق واضح احکام موجود ہیں۔"کامیاب لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (المومنون:۴)

21۔ عشر سے مراد زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔

22۔ عشور سے مراد سرحدی ٹیکس ہے۔

23۔ ضرائب سے مراد ہنگامی ٹیکس ہے جو ریاست ہنگامی حالات میں لگاتی ہے۔

24۔ لقطہ سے مراد وہ دولت اور جائیداد ہے جس کا کوئی دعویٰ دار نہ ہو۔

25۔ خراج سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم شہریوں سے زراعت کے شعبہ میں وصول کیا جاتا ہے۔

26۔ جزیہ سے مراد اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم شہریوں سے عام ٹیکس لیا جاتا ہے۔

27۔ فئے سے مراد وہ دولت ہے جو اسلامی فوج بغیر جنگ کیے غیر مسلموں سے حاصل کرتی ہے۔

28۔ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور غریبوں کی مدد کرنا ہے۔

29۔ الزمر 9:39